REGU. NO. L. 5234

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۹۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل ربوہ

خطبہ نمبر ۲۱
یوم جمعہ رشنبہ
۱۱ محرم ۱۳۸۰ ہجری
فی پرچہ ۱۔

جلد ۴۹/۱۴ | ۶ روفا ھ ۱۳۳۹ش ۶ جولائی سنہ ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۵۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ ۔۔۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق ایبٹ آباد سے حسب ذیل اطلاع مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے بذریعہ تار موصول ہوئی ہے:۔

ایبٹ آباد ۴ جولائی بوقت ۷ بجے شام

"رات بے چینی میں گزری۔ طبیعت تاحال ناساز ہے اور حضور بے چینی محسوس فرما رہے ہیں"

احباب جماعت خاص التزام توجہ اور درد و الحاح سے دعائیں کریں۔ تا ہمارا قادر و شافی خدا اپنے فضل سے حضور کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے اور اپنے فضل سے صحت والی اور کام والی لمبی زندگی عطا کرے آمین

ٹوکیو ۵ جولائی۔ جاپان نے روس کو متنبہ کیا ہے کہ وہ بحرالکاہل میں راکٹوں کے جو تجربے شروع کرنے والا ہے۔ اس کی وجہ سے اگر جاپان کو کوئی جانی یا مالی نقصان پہنچا تو وہ روس سے تاوان طلب کرنے میں حق بجانب ہوگا۔

حکومت نے حویلیاں کے قریب ٹرین کے حادثہ کی تحقیقات کا حکم دے دیا

اس حادثہ میں چودہ مسافر ہلاک اور ۲۸ زخمی ہوئے۔ چار زخمیوں کی حالت نازک ہے

راولپنڈی ۵ جولائی۔ حویلیاں کے قریب ۳ جولائی کی شام کو ٹرین کو جو حادثہ پیش آیا تھا حکومت نے اس کی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ انسپکٹر آف پاکستان ریلویز مسٹر ایس ایم حسن ۱۱ جولائی کو ۸ بجے ہری پور ہزارہ ریلوے سٹیشن پر حادثہ کی تحقیقات کریں گے۔ ویسے ابتدائی تحقیقات کے لئے وہ مقام حادثہ پر پہنچ چکے ہیں۔ جن لوگوں کو حادثہ کا کچھ علم ہے۔ ان سے کہا گیا ہے کہ وہ ۱۱ جولائی کو ہری پور ہزارہ کے ریلوے سٹیشن پر پہنچ کر بیان دیں یا ۱۷ جولائی تک لاہور کے پتہ پر گورنمنٹ انسپکٹر آف پاکستان ریلویز کو خط کے ذریعے کوائف سے مطلع کریں۔

اس حادثہ میں چودہ افراد ہلاک اور اٹھائیس مجروح ہوئے ہیں۔ ابتداءً تیرہ اشخاص ہلاک ہوئے تھے لیکن ریڈیو کی اطلاع کے مطابق ایک زخمی بعد میں چل بسا۔ اس طرح مرنے والوں کی تعداد ۱۴ ہو گئی۔ ایک اطلاع کے مطابق چار اور زخمیوں کی حالت نازک ہے۔

حادثہ کے بعد سے حویلیاں تک ٹرینوں کی آمد و رفت بند تھی۔ اور گاڑیاں راولپنڈی سے ہری پور کے درمیان چل رہی تھیں لیکن گذشتہ شب رات گئے۔ لائن درست ہونے پر ٹریفک بحال کر دی گئی ہے۔

صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے ایک پیغام میں ہلاک ہونے والوں کے وارثوں اور مجروحین کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ نیز ریلوے حکام کو زخمی ہونے والوں یا نقصان اٹھانے والوں کو ہر ممکن امداد دینے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح قائمقام وزیر مواصلات مسٹر حبیب الرحمٰن اور ریلوے بورڈ کے چیئرمین مسٹر سہروردی نے بھی ہمدردی کے پیغامات جاری کئے ہیں۔

دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کیلئے خوراک کے نئے وسائل تلاش کرنے کی ضرورت

"بھوک سے نجات" نامی مہم کے متعلق صدر آئزن ہاور کا بیان

واشنگٹن ۵ جولائی۔ صدر آئزن ہاور نے کہا ہے کہ صنعتی لحاظ سے دنیا کے زیادہ ترقی یافتہ ممالک کو ایسے لاکھوں اشخاص کی غذائیت کا معیار بلند کرنے میں مدد دینی چاہیئے جنہیں پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ صدر آئزن ہاور بین الاقوامی ادارہ خوراک و زراعت کی جاری کردہ "بھوک سے نجات" نامی مہم کے بارہ میں بیان دے رہے تھے۔ آپ نے کہا ہمیں انسانی خاندان کے ارکان کی بڑھتی ہوئی تعداد کے لئے خوراک بہم پہنچانے کے نئے نئے وسائل تلاش کرتے جانا چاہئیں۔

آزاد الجزائری حکومت کا وفد پیرس نہیں جائے گا

تونس ۵ جولائی۔ الجزائر کی عبوری حکومت نے اعلان کیا ہے کہ موجودہ حالات میں حکومت فرانس سے بات چیت کے لئے وفد پیرس بھیجنا مناسب نہیں۔ یہ اعلان پیرس سے عبوری حکومت کے دو ایلچیوں کے واپس تونس پہنچنے۔ اور ان کی رپورٹ پر غور کرنے کے بعد جاری کیا گیا ہے۔ ان ایلچیوں کو ابتدائی بات چیت کے لئے بھیجا گیا تاکہ اصل وفد بھیجنے کے لئے راہ ہموار ہو سکے۔ اعلان میں حکومت فرانس پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ جنگ بندی کے لئے یکطرفہ شرائط عائد کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ اور اس نے عبوری حکومت کی پیشکردہ ساری کی ساری شرطیں مسترد کر دی ہیں۔ حالانکہ وہ بہت زیادہ مصالحانہ تھیں اعلان میں واضح کیا گیا ہے کہ بات چیت صرف اسی صورت میں مفید ہو سکتی ہے کہ کوئی فریق دوسرے پر اپنی شرطیں ٹھونسنے کی کوشش نہ کرے۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

خطبہ جمعہ

مخلص اور تعلیم یافتہ احمدی نوجوان اپنی زندگیوں کو خدمت دین کیلئے وقف کریں

واقفِ زندگی نوجوانوں کا عملی نمونہ اتنا اچھا ہونا چاہیئے کہ دوسرے بھی اس سے متأثر ہوں

سادہ زندگی اختیار کرو تا کہ دین کیلئے زیادہ سے زیادہ قربانی کرنے کی توفیق حاصل ہو!

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۶ر دسمبر ۱۹۴۰ء — بمقام قادیان

یہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ جمعہ ہے جسے صیغۂ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے!

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

تحریک جدید کے مختلف شعبوں میں سے ایک اہم شعبہ

وقف زندگی

کا بھی ہے۔ جب میں نے پہلے سال اعلان کیا تھا تو اس کے لئے کوئی شرط نہیں لگائی تھی کہ کس تعلیم اور لیاقت کے نوجوان اپنے آپ کو وقف کریں۔ اس لئے اسوقت بہت سے نوجوانوں نے اپنے نام پیش کر دئے تھے جن کی تعداد اڑھائی سو سے اوپر تھی۔ اسکے بعد جوں جوں وقتی ضرورتیں پوری ہوتی گئیں۔ لازمی طور پر کام کی اہلیت کو مد نظر رکھتے ہوئے شرائط بھی زیادہ سخت کی جاتی رہیں۔ اور موجودہ وقت میں یہ شرط ہے کہ وقف کنندہ گریجوایٹ ہو یا انٹرنس پاس مولوی فاضل ہو۔ اسکے علاوہ ایک اور حصہ بھی ہے۔ جس کے لئے مولوی فاضل یا گریجوایٹ کی شرط نہیں۔ اور وہ سائنس کے سٹوڈنٹ ہیں۔ جنہوں نے تعلیم الاسلام ہائی سکول سے میٹرک پاس کیا ہو۔ ان کے وقف صرف انٹرنس پاس کرنے کے بعد بھی قبول کئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ میں نے غور کر کے معلوم کیا ہے کہ مسلمانوں کی توجہ

سائنس کی تعلیم

کی طرف بہت کم ہے۔ حالانکہ یہ ایک ایسا علم ہے۔ جس کی طرف قرآن کریم نے بار بار توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ زمینوں میں پھرو اور دیکھو آسمانوں۔ چاند۔ ستاروں اور سورج کی بناوٹ پر غور کرو۔ زمین میں سے ظاہر ہونیوالی اور اپنے ارد گرد کی چیزوں پر غور کرو اور یہی سائنس ہے مگر اسکی طرف مسلمانوں کی توجہ بہت کم ہے۔ خصوصاً اس کے عملی حصہ کی طرف مسلمانوں کی توجہ بہت ہی کم ہے۔ حالانکہ یورپ میں آج بھی مسلمانوں کی جو یادگاریں ہیں وہ کیمسٹری اور ہندسے یعنی حساب ہی ہیں۔ اہل یورپ اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتے کہ حساب کے علم کی پختہ بنیاد مسلمانوں نے ہی رکھی ہے اور الجبرا تو کلی طور پر مسلمانوں کی ایجاد ہے۔ اس کے علاوہ میتھیمیٹکس کے بہت سے مسائل بھی مسلمانوں کے زمانہ کی ایجاد ہیں۔ جو آج کل کالجوں میں مختلف ناموں سے پڑھائے جاتے ہیں۔ مثلاً مساحت ہے۔ اسے ادنیٰ حالت سے ترقی دے کر مسلمانوں نے کمال تک پہنچا دیا۔ اسی طرح اور علوم کو بھی انتہائی ترقی دی۔ مگر آج

مسلمان کے معنے

یہ سمجھے جاتے ہیں۔ کہ جسے حساب نہ آتا ہو گویا مسلمانوں نے حساب کے فن کو کمال تک پہنچا کر اسے دوسروں کے سپرد کر دیا جس طرح یتیم کا مال جب وہ بڑا ہو جائے تو اس کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے بھی حساب کے علم کو یتیم کا مال سمجھا۔ اسے بڑھایا۔ ترقی دی۔ اور پھر دوسری قوموں کے سپرد کر دیا۔ کہ سنبھال لو۔ آج کہا جاتا ہے کہ مسلمان کا دماغ حساب کے لئے موزوں ہی نہیں ہوتا۔ حالانکہ اس گئے گزرے زمانہ میں بھی جب کوئی مسلمان اس کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو اس میں نمایاں اور ممتاز ترقی کرتا ہے۔ مثلاً ایک صاحب سر سلیمان ہیں۔ جو فیڈرل کورٹ کے جج ہیں۔ پہلے وہ الہ آباد ہائی کورٹ کے چیف جج تھے۔ پیشہ اُن کا قانون ہے۔ اور گزارہ ملازمت پر ہے لیکن وہ اپنے طور پر حساب کا شوق رکھتے ہیں اور اس شوق میں انہوں نے۔

اس درجہ کمال پیدا کیا ہے

کہ اس زمانہ کے مشہور فلسفی اور حساب کے ماہر آئن سٹائن کی بھی جس نے نظریہ اضافت کی دریافت کی ہے۔ انہوں نے غلطیاں نکالی ہیں۔ آئن سٹائن اس زمانے کا بڑا فلسفی حساب دان مانا گیا ہے مگر سر سلیمان نے اپنی تحقیقات سے اسکی غلطیاں ثابت کی ہیں۔ اگر ہندوؤں میں کوئی ایسا شخص ہوتا تو وہ اسے آسمان پر اٹھا لیتے گزشتہ سورج گرہن کے متعلق انہوں نے قبل از وقت لکھا تھا۔ کہ اگر آئن سٹائن کی تھیوری صحیح ہے تو گرہن اس طرح لگنا چاہیئے۔ اور اگر میری تھیوری صحیح ہے تو اس طرح لگیگا اور جب گرہن لگا۔ تو یورپ اور امریکہ کے لوگوں نے تسلیم کیا۔ کہ

سر سلیمان کی رائے صحیح تھی

آئن سٹائن اس وقت سائنس کے میدان میں حکومت کرتا ہے اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ بہترین دماغوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ یورپ والے آج تک نیوٹن کو سب سے بڑا حساب دان مانتے آئے ہیں مگر اب بعض کا خیال ہے کہ آئن سٹائن اس سے بڑھ گیا ہے۔ لیکن سر سلیمان نے جنکا پیشہ ججی ہے اسکے نظریوں کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ اگر ایسا شخص ہندوؤں میں ہوتا۔ تو معلوم نہیں وہ اس کو کتنی شہرت دیتے۔ مگر مسلمانوں نے اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں کی۔ مجھے ساری عمر کبھی بھی یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ ٹیگور کے شعروں میں کیا خوبی ہے۔ لیکن ہندوؤں نے ان کا اسقدر پروپیگنڈا کیا۔ کہ جہاں بیٹھے ان کا ذکر شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ والے بھی ان کو بڑا سمجھنے لگے اور ان کی

کتابوں کے تراجم

اپنی زبانوں میں کئے اور یہ سب ہندوؤں کے پروپیگنڈا کا نتیجہ ہے دنیا میں باتوں سے بھی مسمریزم ہو جاتا ہے۔ بچپن میں میرے گلے میں مخمل کا ایک فیتہ باندھا گیا تھا۔ اور میرے بھائیوں کے گلوں میں بھی۔ خیال یہ تھا۔ کہ اس کے باندھنے سے دانت باآسانی نکل آتے ہیں۔ اس زمانہ میں یہ فیتہ لاکھوں روپے کا بکا بیس لاکھ روپے کی بکری چند سالوں میں ہو گئی۔ اور

اس شخص نے

اس سے دس پندرہ لاکھ روپیہ کمایا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد حکومت کو شک ہوا۔ اور اس نے ایک کمشن بٹھایا

۔۔۔۔ ہوٹ کی کہ یہ صرف ایک ٹین کی تار ہے جس کے اوپر مخمل لپیٹی گئی ہے۔ لیکن یہی چیز پہلے امریکہ میں مشہور ہوئی۔ وہاں سے یورپ اور یورپ سے ہندوستان آپہونچی۔ اور پھر یہاں کے دیہات تک میں پھیل گئی۔ حتی کہ ڈاکٹر اپنے نسخوں میں اسے تجویز کرتے تھے۔ اور چونکہ یہ عام خیال پیدا ہو گیا تھا کہ

یہ مفید چیز ہے

اس خیال کی وجہ سے بعض لوگوں کو فائدہ بھی ہوتا تھا۔ لیکن دراصل یہ کوئی مفید چیز نہ تھی۔ آخر اس کے موجد پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور اسے امریکہ کو چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ اس قسم کے واقعات دنیا میں کثرت سے ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ ایک بات کی تائید کرتے ہیں۔ اور اس سے متاثر ہو کر دوسرے بھی بغیر غور کرنے کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ مگر یہ ہندوؤں کا حال ہے۔ مسلمان تو اپنے لائق آدمیوں کی بھی قدر نہیں کرتے۔ گاندھی جی نے جب

عدم تشدد کا فلسفہ

پیش کیا۔ تو میں واحد شخص تھا جس نے آج سے بیس سال قبل یہ آواز اٹھائی۔ کہ یہ کس طرح کا عدم تشدد ہے۔ جو یہ پیش کرتے ہیں۔ اس میں تو تشدد کا پہلو پایا جاتا ہے۔ حالانکہ اس وقت ہر ہندو اور مسلمان یہ کہہ رہا تھا۔ کہ یہ ایک عجیب ایجاد ہے۔ مگر آج کئی لوگ اس رائے کا اظہار کر رہے ہیں۔ جسے میں نے پیش کیا تھا۔ تو کسی خیال کی تائید میں ہزاروں لاکھوں لوگوں کا لگ جانا دوسروں پر بھی یہ اثر پیدا کرتا ہے کہ یہ واقعی اچھی چیز ہے۔ پس اگر مسلمان بھی اپنے عالموں اور مختلف علوم سے واقف لوگوں کی عزت کریں۔ تو دنیا میں ان کی شہرت قائم ہو سکتی ہے۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ اس سے میری غرض صرف یہ بیان کرنا ہے۔ کہ آج بھی جو مسلمان حساب کی طرف توجہ کرے۔ وہ انتہائی درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح

علم کیمیا بھی مسلمانوں کی ایجاد ہے

کیمیا سے مراد سونا بنانا نہیں بلکہ کیمسٹری ہے اس میں شبہ نہیں کہ یہ علم پہلے بھی موجود تھا۔ لیکن اس کا بیشتر حصہ مسلمانوں کی ایجاد ہے۔ اور اس میں انہوں نے انتہائی ترقی کی۔ اور بہت سے مرکبات جو آج بھی استعمال ہوتے ہیں۔ وہ اس زمانہ کے مسلمانوں کے ایجاد کردہ ہیں۔ تمام ٹنکچر الکحل میں بنتے ہیں۔ اور الکحل مسلمانوں کی ایجاد ہے وہ اسے روح کہتے تھے۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ

الکحل کا لفظ

بھی ان میں مستعمل تھا۔ اسی طرح اور بھی بہت سی چیزیں جو دوائیوں یا رنگوں میں کام آتی ہیں مسلمانوں کی ایجاد ہیں۔ رنگوں میں جتنی ترقی مسلمانوں کے زمانہ میں ہوئی کسی زمانہ میں نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے رنگوں والے تمام کپڑے عرب سے یورپ میں جاتے تھے۔ حتی کہ آج تک انگریزی میں ان کے نام وہی ہیں۔ مثلاً تافتہ ہے اسے انگریزی میں ٹیفٹ کہتے ہیں۔ آج نوجوان اسے دیکھتے اور کہتے ہیں کیا اچھی ایجاد ہے۔ مگر انہیں علم ہی نہیں کہ یہ پہلے عرب میں بنتا اور تافتہ کہلاتا تھا۔ ڈمسکس کا نام بھی دمشق کے نام پر ہے یعنی دمشق میں بننے والا۔ ململ بے شک ہندوستان کی بھی مشہور تھی۔ مگر

اعلیٰ درجہ کی ململ

موصل میں تیار ہوتی تھی۔ اور اسی وجہ سے اسے مسولین کہا جاتا ہے۔ اور یہ کپڑے گو آج انگلستان اور یورپ کے دوسرے ملکوں میں بننے لگے ہیں۔ مگر ان کے نام وہی ہیں۔ اگرچہ لہجہ بدل گیا ہے۔ تجارت کی وجہ سے ساری دنیا مسلمانوں سے دبتی تھی کیونکہ ان کی تیار کردہ چیزوں کی وہ محتاج تھی۔ لیکن اس کے بعد مسلمانوں نے کیمسٹری کو چھوڑ دیا۔ حتی کہ ان میں نام کو بھی کیمیا کا کوئی ماہر نہیں ملتا۔ سونا بنانے والے کیمیا دان تو ملیں گے۔ مگر

کیمسٹری کا ماہر

کوئی نہیں۔ یہاں بھی ایک دوست رہا کرتے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ وہ جوانی میں اسی سونا بنانے کے خبط میں مبتلا رہے تھے۔ آخری عمر میں کئی دفعہ ان کی مدد کی گئی۔ لیکن ادھر ان کو کوئی روپیہ دیا جاتا۔ ادھر وہ بھٹی چڑھا دیتے کہ شاید اب کے سونا بن جائے ان کے ایک بھائی بھی ان کی مدد کرتے تھے۔ مگر ان سے بھی جو کچھ ملتا۔ وہ اس میں صرف کر دیتے تھے۔ جن لوگوں کو یہ دھن ہوتی ہے۔ وہ ساری عمر اسی میں ضائع کر دیتے ہیں مگر سونا نہیں بنتا۔ مگر انگریزوں نے سونا چھوڑ ہیرے بنا لئے ہیں۔ وہ بوٹ بناتے ہیں۔ چھریاں۔ چاقو اور ہزاروں دوسری چیزیں بناتے ہیں۔ اور پھر ان سے ہزاروں روپیہ کماتے ہیں۔ کوئی شخص اگر کیمیا کے ذریعہ سونا بنا بھی لے تو کتنا بنا سکتا ہے۔ مگر انگریزوں نے سونا چھوڑ ہیرے بنا لئے ہیں۔ مسلمانوں نے ان علوم کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اور میرا دل چاہتا ہے کہ وہ پھر اس طرف متوجہ ہوں۔ اور

اسلامی علوم کا دوبارہ احیاء

کیا جائے۔ اور چونکہ جو لوگ دنیاوی کاموں میں لگ جاتے ہیں۔ ان کے لئے دین کی طرف آنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ایسے لوگوں کی ایک الگ جماعت تیار کی جائے۔ پس جن نوجوانوں نے سائنس لے کر میٹرک کا امتحان تعلیم الاسلام ہائی سکول سے پاس کیا ہو۔ ان کو بھی لیا جا سکتا ہے۔ ایسے نوجوانوں کے والدین اور رشتہ دار اگر ان کی مزید تعلیم کا بوجھ برداشت کر سکیں۔ تو وہ اپنی تعلیم مکمل کریں۔ جن کو پورا خرچ دینے والا کوئی نہ ہو۔ ان کو ہم مدد دے کر تکمیل تعلیم کرائیں گے۔ اور جن کے لئے بالکل ہی خرچ کا انتظام نہ ہو سکے۔ ان کو اپنے خرچ پر تعلیم دلوائیں گے۔ تا ایک جماعت ایسی پیدا ہو۔ جو اپنی جماعت میں بھی اور دوسروں میں بھی اپنے علم اور صنعت و حرفت میں ترقی کی بنا پر اس طرف توجہ پیدا کر سکے۔ پس گریجوایٹ یا انٹرنس پاس مولوی فاضل کی شرط میں یہ استثنیٰ ہے۔ اور ان شرائط کے ماتحت میں پھر اعلان کرتا ہوں کہ

نوجوان اپنے آپکو وقف کے لئے پیش کریں

اور ثواب کے اس غیر معمولی موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے ہمیشہ ہی کھلے رہتے ہیں۔ مگر انبیاء کے زمانہ میں ایسے کھلتے ہیں کہ دوسرے زمانوں میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ انبیاء کے زمانہ میں غیر معمولی طور پر یہ دروازے کھلے ہوتے ہیں۔ اور اس زمانہ کی قربانیاں بہت قیمت رکھتی ہیں۔ مسلمانوں میں ایسے بادشاہ بھی گذرے ہیں۔ جنہوں نے بادشاہتیں ترک کر دیں۔ اور فقیر ہو گئے۔ مگر اکثر لوگ ان کے نام سے بھی آگاہ نہیں ہیں۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے ہزار دو ہزار روپے کی جائدادیں دیں اور سب لوگ اس قربانی سے واقف ہیں۔ مالی لحاظ سے اگر دیکھا جائے۔ تو ان سے بہت زیادہ قربانیاں کرنے والے بھی موجود ہیں۔ مگر ان کی وہ قدر و منزلت نہیں

اس کی وجہ یہ ہے۔

کہ دونوں کے حالات میں بڑا فرق ہے۔ جب بعض بادشاہوں نے بادشاہتیں چھوڑیں۔ تو اس وقت مسلمان بادشاہ تھے۔ اور بادشاہت چھوڑنے والے یہ جانتے تھے کہ ہماری اس قربانی سے ہماری قوم کو نقصان نہیں پہونچے گا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے جب قربانی کی۔ تو جانتے تھے۔ کہ بظاہر وہ اپنا اور اپنی اولاد کا خون کر رہے ہیں۔ اسی طرح آج جو نوجوان سلسلہ کے لئے زندگی وقف کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی ایسا شخص جو تیرنا نہ جانتا ہو سمندر میں کود پڑے۔ اس وقت چاروں طرف دشمن ہی دشمن ہیں۔ اور اس لئے دین کا کام کرنا بڑی بہادری کی بات ہے۔ بزدل تو سمجھے گا کہ میں مارا جاؤں گا۔ مگر جس کے دل میں ایمان ہے اور جرأت ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ میں سمندر میں گر کر ہلاک نہیں ہو رہا۔ بلکہ

حفاظت اسلام کی مضبوط عمارت

کی بنیادی اینٹ بن رہا ہوں۔ اس لئے اس کی یہ قربانی اپنے ساتھ ایسی برکات رکھتی ہے۔ جس کا مقابلہ کوئی دوسری قربانی نہیں کر سکتی۔ کون شخص ہے جو آج اسے عقلمند کہے گا۔ جو احمدیت کے لئے قربانی کرتا ہے۔ اس وقت تو لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ یہ چند پاگل لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں۔

دنیا کا مقابلہ

کر لیں گے۔ لیکن مومن سمجھتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک آواز آئی ہے۔ جس کا میں جواب دے رہا ہوں۔ یہ تو علیحدہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں کامیابی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ لیکن اگر یہ وعدہ نہ بھی ہوتا تو بھی میرا فرض ہے کہ اس آواز پر لبیک کہوں۔ دنیا میں کئی ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ مائیں اپنے بچوں کے لئے مر جاتی ہیں کئی دفعہ ایسا ہوا کہ بچہ بیمار ہوا۔ ماں اس کی تیمارداری کرتی رہی۔ بچہ تو صحت یاب ہو گیا مگر ماں مر گئی۔ کیا یہ اس لئے ہوتا ہے کہ ماں کو اس خدمت کے صلہ کی امید ہوتی ہے ہرگز نہیں۔ اور جب ایک ماں اپنے بچے کے لئے بغیر کسی صلہ کے لالچ کے جان دے سکتی ہے۔ تو کیا مومن ہی خدا تعالیٰ کے لئے کسی بدلہ کے خیال کے بغیر قربانی نہیں کر سکتا۔

پس یہ غلط ہے کہ مومن اس لئے قربانی کرتا ہے کہ اسے ترقیات کی امید ہوتی

ہے۔ اگر ترقیات کے وعدے نہ ہوتے فرض کرو۔ حیات بعد الموت نہ ہو۔ جنت دوزخ بھی نہ ہو۔ تب بھی مومن خدا تعالےٰ کے لئے قربانی کرنے میں کبھی تامل نہ کریگا عام لوگ جو قوم کے لئے قربانیاں کرتے ہیں یا ملک کے لئے کرتے ہیں۔ کیا ان کو یقین ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد اس کا کوئی صلہ انہیں ملے گا سو میں سے ایک بھی اس بات کا قائل نہ ہوگا مگر پھر بھی دیکھو لوگ کس طرح جانیں دیتے ہیں پس یہ خیال بالکل غلط ہے کہ

مومن کی قربانی

صلہ کے لالچ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ انبیاء کے ابتدائی زمانہ میں تو صلہ کی امید کا خیال بھی غلطی ہے۔ اسلئے یہ زمانہ قربانی کے لئے بہترین زمانہ ہوتا ہے۔ دوسروں کی قربانیاں ملک و قوم کے لئے ہوتی ہیں۔ مگر ان کی قربانیوں کے متعلق اللہ تعالےٰ ان سے کہے گا۔ کہ تم نے ملک کے لئے قربانیاں کیں۔ اور تم جانتے تھے۔ کہ تمہارا ملک شوکت و عظمت رکھتا ہے اس لئے اس کے لئے قربانی تمہارے لئے عزت کا موجب ہے۔

قوم کیلئے قربانی

بھی عزت کا موجب ہے۔ جو لوگ قوم کے لئے مر جاتے ہیں۔ ان کی کس قدر عزت ہوتی ہے۔ ایسی موت تو آدمی کو قومی لیڈر بنا دیتی ہے۔ ایسے لوگوں کی اولاد کے لئے بھی ترقی یافتہ قومیں انتظام کرتی ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو یہ تو اطمینان ہوتا ہے کہ ہماری اولاد خراب نہ ہوگی۔ سینکڑوں واقعات ایسے ہوتے ہیں کہ کسی سے کسی کی دشمنی ہوتی ہے۔ مگر وہ کسی چوہڑے وغیرہ سے اپنے دشمن کو قتل کرا دیتا ہے زمیندار کہتا ہے کہ فلاں آدمی کو مار ڈالو۔ اول تو میں تمہیں سزا سے بچانے کی کوشش کروں گا۔ لیکن اگر سزا پا جاؤ گے تو تمہارے بیوی بچوں کے گذارہ کا انتظام کر دوں گا۔ وہ سمجھتا ہے اول تو ضروری نہیں کہ میں پکڑا جاؤں یا اگر پکڑا جاؤں تو سزا بھی پا جاؤں۔ اور اگر سزا بھی ہو جائے تو کیا ہے بیوی بچے تو آرام سے گذارہ کرینگے۔ اسی لالچ میں آ کر وہ یہ فعل کر دیتا ہے۔ پس لوگ ایسی قربانیاں کرتے ہیں پڑھے لکھے لوگ

ملک و قوم کے لئے قربانیاں

کرتے ہیں۔ مگر ان کو اپنی اس قربانی کی کامیابی کا یقین ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اس کا صلہ ان کو یا ان کے بیوی بچوں کو ملے گا۔ اور ایسی قربانیاں مشکل نہیں۔ لیکن دین کے لئے آج قربانی کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ موجودہ حالات میں یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ اس رستہ پر چلنا ایسا ہی ہے۔ جیسے انسان دریا کے ایسے کنارے پر چلے۔ جو اندر دھنستا جا رہا ہو۔ اور گرتا جاتا ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسے کنارے پر کوئی ظاہر بین کبھی عمارت نہیں بنایا کرتا۔ کیونکہ دریا کا پانی وہاں غار بنا رہا ہوتا ہے۔ ایسی جگہ عمارت بنانا کسی ہمت والے کا ہی کام ہے۔ پس

یہی وقت قربانی کا ہے

جو نوجوان اپنے آپ کو وقف کریں۔ چاہیئے کہ ان کا اخلاق اور علم نہایت اچھا ہو۔ اور وہ پختہ عزم کر کے آئیں۔ میری غرض ان واقفین سے یہ ہے کہ ان میں سے ہی قاضی تیار کروں۔ ان میں سے ہی مفتی تیار کروں اور ان میں سے ہی مدرس بنوں۔ ان میں سے ہی مربی اور تعلیم و تربیت دینے والے ہوں۔ لیکن یہ سب کچھ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جو نوجوان اپنے آپ کو وقف کریں۔ وہ اخلاقی طور پر اپنے آپ کو مفید وجود بنائیں۔ جب ان میں سے کسی کو قاضی بنایا جائے۔ تو وہ ایسا نمونہ دکھائے کہ لوگ تسلیم کریں۔ کہ وہ انصاف سے کام کرتا ہے جب کسی کو مفتی بنایا جائے تو لوگ محسوس کریں کہ اس نے جو فتوےٰ دیا ہے۔ صحیح ہے۔ اور جب کوئی مربی بنے تو لوگ محسوس کریں۔ کہ وہ جو بات بھی کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے دین کی خاطر کرتا ہے۔ نہ کہ دشمن کو زیر کرنے کے لئے یہ نہ ہو کہ وہ نفسانی رَو میں بہ جائے در اصل تمسخر وہی کرتا ہے جو دلیل نہیں دے سکتا یہ چیز اس کی

علمی کمی کا ثبوت

ہوتی ہے۔ بے شک لطیفہ گو اور تمسخر کرنے والا بعض اوقات مجلس پر چھا جاتا ہے لیکن اس مجلس سے نکلنے کے بعد اسکے اپنے دل پر بھی اور سامعین کے دل پر بھی زنگ لگا ہوا ہوتا ہے۔ بے شک اسی وقت وہ مجلس کو وہ خوش کر دیتا ہے۔ مگر جب وہاں سے نکلتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ کو چھوڑ چکا ہوتا ہے۔ اور شیطان اس کی گردن پر سوار

ہو چکا ہوتا ہے۔ حقیقی مبلغ وہی ہے۔ جس کے دل میں ہار جیت کا کوئی سوال نہ ہو۔ جس کو ہر وقت یہ خیال رہے۔ کہ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہ نکل جائے۔ جو خدا تعالےٰ کے نزدیک قابل گرفت ہو کئی دفعہ پہلے بھی یہ واقعہ میں سنا چکا ہوں۔ کہ جس زمانہ میں مولوی محمد حسین صاحب تعلیم حاصل کر کے بٹالہ آئے۔ تو ان کے خلاف بہت شور تھا کہ پیروں فقیروں کے منکر ہیں لوگ ان کی بہت مخالفت کرتے تھے۔ انہی دنوں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بھی وہاں تشریف لے گئے۔ بعض حنفیوں نے سوچا کہ ہمارے ایک حنفی عالم آ گئے ہیں۔ ان کو مولوی محمد حسین صاحب کے مقابلہ پر لے چلیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ اپنے آپ کو حنفی کہا کرتے تھے۔ آپ سے لوگوں نے کہا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اچھا چلتے ہیں۔ اگر کوئی بات ہوئی تو کرینگے۔ لوگ مجلس میں اکھٹے ہوئے۔ آپ بھی تشریف لے گئے۔ آپ فرماتے کہ ہم کو اہل حدیث کے متعلق زیادہ واقفیت اس زمانہ میں نہ تھی۔ اس لئے مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کے عقائد کیا ہیں۔ تا کہ بحث سے پہلے یہ تو معلوم ہو۔ کہ آپ کہتے کیا ہیں

مولوی محمد حسین صاحب

نے کھڑے ہو کر بیان کیا۔ کہ ہم خدا کو مانتے ہیں۔ رسول کو مانتے ہیں۔ قرآن کو خدا تعالےٰ کا کلام مانتے ہیں۔ قرآن کریم کو حدیث پر مقدم کرتے ہیں۔ اور حدیث کو خیالی آراء پر مقدم کرتے ہیں۔ غالی اہل حدیث کا عقیدہ تو اس سے سخت ہوتا ہے۔ مگر ممکن ہے مولوی محمد حسین صاحب نے مصلحت وقت کے ماتحت یہ بات کہدی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ باتیں سنکر فرمایا کہ یہ باتیں تو بالکل معقول ہیں میں ان کا جواب کیا دوں۔ چونکہ اس جواب سے حنفیوں کو کچھ ذلت محسوس ہوئی۔ اسلئے انہوں نے بہت برا بھلا کہنا شروع کیا اور طعن زنی کرنے لگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ ہم وہاں سے آ گئے اور خاص خدا کے لئے بحث کو ترک کیا گیا۔ رات کو خدا وند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اس ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا

"تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا۔ اور وہ تجھے بہت برکت دیگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" (تذکرہ صفحہ)

پس

میں چاہتا ہوں

کہ ان لوگوں میں سے جو مربی تیار ہوں وہ بھی تقوےٰ کے ماتحت کام کریں سنجیدگی کا دامن کبھی نہ چھوڑیں اور خدا تعالےٰ کی خوشنودی کو ہمیشہ مد نظر رکھیں۔ ان کا مقصد بحث کبھی نہ ہو بلکہ ایسا نمونہ پیش کریں۔ کہ دوسروں میں جو خرابیاں ہیں وہ دور ہو سکیں۔ اور وہ ایسی سد سکندری کا کام دیں۔ جو یاجوج ماجوج کے حملوں کو روک دے۔ پس اس کام کے متعلق اپنی زندگیاں وقف کرنے کی تحریک میں جماعت کے

نوجوانوں کو کرتا ہوں

جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس کے لئے گریجوایٹ کی شرط ہے۔ لیکن اگر کوئی آخری سالوں میں تعلیم پا رہا ہو۔ تو وہ بھی اپنا نام پیش کر سکتا ہے۔ وہ اپنی تعلیم جاری رکھے۔ پاس ہونے کے بعد انتخاب کے لئے ہم اسے بلائیں گے انٹرنس پاس مولوی فاضل بھی اپنے نام دے سکتے ہیں اور اسی طرح یہاں کے سکول میں تعلیم پانے والے وہ میٹرک جنہوں نے سائنس کی ہوئی ہو۔ باہر میٹرک پاس کرنے والے کام نہیں دے سکتے۔ کیونکہ یہاں پڑھنے والوں کو تھوڑا بہت قرآن کریم اور عربی آ جاتی ہے باہر نہیں۔ پس

ایسے نوجوان اپنے آپ کو پیش کریں

طالب علم بھی اپنے نام پیش کر سکتے ہیں جنہیں امتحان پاس کرنے کے بعد انتخاب کے لئے بلایا جائے گا۔ پس نوجوان اپنے آپ کو ان شرائط کے ماتحت وقف کریں۔ تا اس جماعت کو اور آگے بڑھایا جا سکے۔ دوسری بات جس کی طرف میں جماعت کے دوستوں کو اس وقت توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ

سادہ زندگی ہے

اب اللہ تعالےٰ نے ایسے حالات دنیا میں پیدا کر دئے ہیں کہ جن لوگوں کی نقل کر کے ہمارے ملک کے لوگ عیش پرستی میں مبتلا ہوئے۔

وہ جنگ کے مصائب میں مبتلا ہو کر مجبوراً سادگی اختیار کر رہے ہیں۔ اور اب تو ان کی سادگی ہماری اختیار کردہ سادگی سے بھی بہت آگے بڑھ گئی ہے۔ ہم نے یہ تو کہا ہے کہ ایک سالن کھاؤ۔ مگر یہ نہیں کہ چار پھلکے ہی کھاؤ۔ مگر یورپ کے ممالک میں تو اب آٹے کا راشن ملتا ہے۔ ایک شخص مقررہ مقدار سے زیادہ نہیں لے سکتا۔ ہم نے سالن میں گھی ڈالنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ کوئی شخص جتنا ڈال سکے۔ ڈال لے۔ مگر وہاں تو ایک چھٹانک سارے ہفتہ کے لئے مل سکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اور وہ گھی کی صورت میں نہیں بلکہ کچھ گھی۔ کچھ تیل اور کچھ چربی ہوتی ہے۔ اندازاً دو تولہ چربی دو تولہ تیل اور ایک تولہ مکھن ملتا ہے۔ یہی حال لباس اور دوسری چیزوں کا ہے جب ان لوگوں کی یہ حالت ہے تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ہمیں

کس قدر سادگی کی ضرورت ہے

پس دوستوں کو ہمیشہ ایک کھانے کا التزام رکھنا چاہیئے۔ ہاں جمعہ کے روز یا مہمان وغیرہ آتے پر دو ہو سکتے ہیں یا مہمان کی عادت کے مطابق اس کے لئے انتظام ہو سکتا ہے۔ غیر احمدی معززین آجائیں۔ تو کئی کئی کھانوں کے بغیر ان کی تسلی نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں اجازت ہے۔ ورنہ ایک پر ہی کفایت کرنی چاہیئے۔ اور پھر اسی میں بھی

سادگی کا پہلو

مدنظر رکھنا چاہیئے۔ تا غریب بھائیوں اور دوسروں میں یکسانیت پیدا ہو سکے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص ایک ہی کھانا کھائے مگر روزانہ پلاؤ ہی کھاتا رہے۔ مگر یہ بھی جائز نہیں۔ اور پھر اس سے صحت بھی خراب ہو جائے گی۔ انسان کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے چاول گوشت پھل سبزی وغیرہ ہر چیز ضروری ہے اور ان سب چیزوں کا استعمال ہونا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ روز ایک ہی چیز کھائی جائے۔ جو شخص کہے کہ میں روز ہی روغن جوش استعمال کروں گا وہ اسراف کے علاوہ بیمار بھی ہو جائے گا۔ ایک دوست کے متعلق مجھے معلوم ہے۔ کہ ان کی صحت بہت خراب رہتی تھی۔ کئی علاج کئے۔ مگر آرام نہ ہوا۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ان

دنوں ابھی بٹالہ میں تھے۔ یہاں نہ آئے تھے۔ وہ ان کے پاس گئے۔ وہاں سے انہوں نے لکھا۔ کہ اب مجھے افاقہ ہے۔ اور یقین ہو گیا ہے۔ کہ اچھا ہو جاؤں گا۔ ڈاکٹر صاحب نے میری بیماری سمجھ لی ہے۔

اصل بات یہ تھی

ان کو متواتر کثرت کے ساتھ مرغن کھانے کھانے سے تکلیف تھی۔ تو اس قسم کی غذائیں صحت کو برباد کر دیتی ہیں۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں روزانہ گھی پیا کروں گا۔ تا موٹا ہو جاؤں۔ تو اس کا دماغ مارا جائے گا۔ پس ایک کھانے میں بھی سادگی ضروری ہے۔ سادگی قوم کو مستقل طور پر قربانی کرنے کے لئے تیار کر دیتی ہے۔ اس سادگی میں لباس کی سادگی بھی شامل ہے۔ زیور کی بھی۔ میرے سامنے کئی مثالیں ہیں۔ کہ بعض دوست پہلے سے بڑھ کر اب قربانیاں کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ پہلے ان کے اخراجات زیادہ تھے۔ مگر سادگی اختیار کرنے کی وجہ سے اخراجات کم ہو گئے۔ اور وہ زیادہ قربانی کرنے کے قابل ہو گئے۔ پس سادہ زندگی اختیار کرنے سے دین کے لئے زیادہ قربانی کی توفیق حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اسی طرح سے عورتیں اور بچے بھی ثواب میں شریک ہو سکتے ہیں۔

میرا یہ مطلب نہیں

کہ غذا میں کمی کر کے بچوں کی صحت خراب کر دی جائے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ قومی فرائض سے ایک اہم ترین فرض بچوں کی صحیح طریق پر پرورش کرنا بھی ہے۔ کیونکہ قوم کا آئندہ بوجھ ان کے کندھوں پر پڑنے والا ہوتا ہے۔ اگر وہ کمزور ہوں تو اس بوجھ کو نہیں اٹھا سکیں گے۔ اس لئے ان کو خوراک پوری دینی ضروری ہے۔ ہاں اس میں سادگی کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور فضول خرچی کی عادت نہیں ڈالنی چاہیئے۔ ان کو دینی ارکان کا پابند بنایا جائے۔ بلوغت سے قبل کبھی کبھی روزہ بھی رکھوانا چاہیئے۔ اس سے ان کی صحت خراب نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ صحت کے لئے فائدہ بخش چیز ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ بعض لوگ بچوں کو نماز کے لئے نہیں جگاتے۔ وہ سمجھتے ہیں ابھی ننھا (بچہ) ہے۔ یہ درست نہیں۔ ان کو

نمازوں کی باقاعدگی

کی عادی بنانا چاہیئے۔ پھر ورزش کی عادت بھی ڈالنی چاہیئے کئی لوگ شکایت کرتے ہیں۔ کہ خدام الاحمدیہ والے ورزش کراتے ہیں۔ یہ شکایت ایسی ہی ہے جیسے کسی شخص کو جو دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا۔ کسی نے کہا تھا۔ کہ اٹھ کر سایہ میں ہو جاؤ۔ تو اس نے کہا تھا کہ کیا دوگے۔ بچوں کے ورزش کرنے سے خدام الاحمدیہ والوں کو کیا ملتا ہے۔ اس سے تمہارا ہی فائدہ ہے۔ کہ تمہارے بچوں کی صحت درست ہو جائے گی۔ اخلاق درست ہوں گے اور چستی و چالاکی پیدا ہوگی۔ اگر وہ تندرست و توانا ہو کر زیادہ کمائیں گے تو کیا خدام الاحمدیہ والوں کو کچھ دے دیں گے۔ ہمارے ملک میں بچوں کو محنت کا عادی نہیں بنایا جاتا۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے

کہ وہ بڑے ہو کر بھی نکمے ثابت ہوتے ہیں۔ یورپ میں بچوں کو محنت کا عادی بنایا جاتا ہے۔ جس سے بڑے ہو کر بھی وہ کام کے قابل ہوتے ہیں۔ پس دوست اس بات کا خیال رکھیں۔ کہ جہاں بچوں کے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا جائے۔ کہ ان کی صحت بگڑ جائے وہاں ان کی تربیت کا بھی خیال رکھا جائے۔ انہیں محنت و مشقت کا عادی بنایا جائے۔ مشکلات کے برداشت کرنے کی مشق کرائی جائے۔ اور انہیں اپنے اوقات کو ضائع کرنے سے روکا جائے۔ کیونکہ جن نوجوانوں میں یہ عیوب ہوں وہ ملک۔ قوم بلکہ ساری دنیا کے لئے مصیبت کا موجب ہوتے ہیں۔ اور جو شخص تمہارے بچہ کی ایسی تربیت کرنے میں مدد دیتا ہے۔ جس سے وہ محنت اور مشقت کا عادی ہو۔ وہ تمہارا دشمن نہیں۔ بلکہ دلی دوست ہے۔ اور اگر تم اسے چھوڑتے ہو۔ تو پھر کوئی دوست تمہیں نہیں ملے گا۔

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ خوش خط لکھا کریں۔

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا قاضی احمد ضلع نواب شاہ میں ورود

مورخہ ۲ر جون کو مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب قاضی احمد ضلع نواب شاہ میں تشریف لائے۔ مقامی جماعت کی طرف سے رئیس علی نواز خان صاحب نڑ کے باغ میں دعوت عصرانہ کا انتظام کیا گیا۔ جس میں معززین شہر نے بھی شرکت کی۔

جماعت کی طرف سے عبد العزیز خان نے صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ جس کے جواب میں صاحبزادہ صاحب نے مختصر مگر دلچسپ تقریر فرمائی۔ جس کا حاضرین پر بہت اثر ہوا۔

ہم رئیس علی نواز خان صاحب نڑ کے ممنون ہیں۔ کہ انہوں نے ہماری استدعا پر باوجود مصروفیات کے اس تقریب میں شمولیت فرمائی۔ اور صاحبزادہ کے قیام کے لئے اپنا بنگلہ بھی پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ رئیس صاحب موصوف کو دینی اور دنیاوی دوستوں سے مالا مال کرے آمین۔ مقامی جماعت نے اس تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے نہایت جانفشانی سے کام کیا۔

حاجی غلام رسول
سیکرٹری اصلاح و ارشاد قاضی احمد ضلع نواب شاہ

شکریہ احباب

میرے چچا جان مرحوم کی وفات پر بزرگوں دوستوں اور عزیزوں نے کثرت سے ہمارے ساتھ ہمدردی اور تعزیت کا اظہار فرمایا ہے۔ میں اپنی طرف سے اور اپنے والد محترم چچازاد بھائیوں خواجہ عبد الرشید۔ خواجہ نور الحق اور خواجہ ضیاء الحق صاحبان اور خاندان کے باقی افراد کی طرف سے دلی طور پر سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے احباب آئندہ بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ خاکسار عبد الکریم خالد۔ متصل احمدیہ مسجد گوجرہ ضلع لائلپور

وبائی بیماریاں اور احتیاطی تدابیر

وبائی بیماریاں اور جلد کے امراض جو عام حالات میں بھی لوگوں کو اپنا شکار بناتی رہتی ہیں برسات کے دنوں میں زیادہ تیزی سے پھیلتی ہیں کیونکہ ان دنوں میں موسمی حالات کی وجہ سے ان بیماریوں کے جراثیم اور کیڑوں کو پھلنے پھولنے کا خوب موقع ملتا ہے۔ اس لئے عام لوگوں کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ بیماریاں کس طرح پھیلتی ہیں اور ان پر کس طرح قابو پایا جا سکتا ہے۔

ملیریا بخار ایک خاص قسم کے مچھر سے پھیلتا ہے جسے انوفلیز کہتے ہیں۔ یہ مچھر گندے پانی میں انڈے دیتا ہے اور یہیں اس کے بچے پھلتے پھولتے ہیں۔ سیلاب اور بارش کے بعد گاؤں میں گڑھوں اور تالابوں وغیرہ میں پانی جمع ہو جاتا ہے اور مچھروں کو اس میں پھلنے پھولنے کا خوب موقع ملتا ہے

ملیریا بخار کی پہچان

مریض کو لرزے سے بخار شروع ہوتا ہے اور تیز ہونے کے بعد پسینے سے اترتا ہے۔ اس طرح بخار کے دورے روزانہ یا تیسرے چوتھے روز ہوتے رہتے ہیں۔ جسم میں خون کی کمی ہو جاتی ہے اور تلی بہت بڑھ جاتی ہے۔

ملیریا کیسے پھیلتا ہے

اس مرض کے جراثیم مریض کے خون میں ہوتے ہیں۔ بخار سے آرام آجانے کے بعد بھی کئی لوگوں کے خون میں یہ جراثیم بہت مدت تک رہتے ہیں۔ انوفلیز مادہ مچھر اپنی خوراک کی غرض سے جب ایسے لوگوں کا خون چوستی ہے تو یہ جراثیم خون کے ساتھ مچھر کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ اور کچھ دن بعد پرورش پاتے ہیں۔ جب یہ مچھر تندرست انسان کو کاٹتا ہے تو یہ جراثیم ایسے انسان کے اندر داخل ہو کر بیماری کا باعث بنتے ہیں۔

ملیریا کا علاج

محکمہ صحت کے نمائندوں کے مشورے سے ان دواؤں میں سے کوئی ایک استعمال کریں۔

(۱) نواکوئن (NIVAQUIN)

ایک گولی دن میں تین دفعہ پہلے روز۔ دو دفعہ دوسرے روز اور تیسرے روز

(۲) کاموکوئن (CAMOQUIN)

تین گولیاں ایک دم پہلے روز، اور دو گولیاں روزانہ دوسرے اور تیسرے روز۔

(۳) کونین (QUININE)

۵ گرین کی تین گولیاں روزانہ ایک ہفتہ کے لئے

ملیریا سے بچنے کے طریقے

گھر کے اندر اور ارد گرد فضول پانی نہ کھڑا ہونے دیں۔ گڑھوں کو مٹی سے بھر دیں۔ ہر ہفتہ ایک خشک دن منائیں اور اس دن صحن، باغیچہ ہودیاں اور نالیاں وغیرہ سارا دن بالکل خشک رکھیں۔ مچھروں کے کاٹنے سے بچنے کے لئے سنگترے یا مٹی کا تیل ہاتھ پاؤں پر ملیں۔ گھر میں ڈی۔ ڈی۔ ٹی۔ چھڑکائیں اور اگر ہو سکے تو مسہری ضرور استعمال کریں۔ برسات اور سیلاب کے دنوں میں ہر ہفتے پلڈرین یا ڈاراپرم کی ایک گولی استعمال کریں۔

تپ محرقہ یا میعادی بخار

تپ محرقہ یا میعادی بخار چھوت کی بیماری ہے یعنی ایک مریض سے تندرست انسان کو لگ جاتی ہے کئی روز تک بخار رہنا اور انتڑیوں کی خرابی اس کی خاص علامتیں ہیں۔ کھانے پینے کی چیزوں میں صفائی اور احتیاط سے کام لیا جائے تو اس سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔

تپ محرقہ کس طرح پھیلتا ہے؟

یہ مرض خاص قسم کے جراثیم سے پھیلتا ہے جو انسان کے جسم کے اندر ہی پھلتے پھولتے ہیں دو قسم کے لوگ اس مرض کو پھیلاتے ہیں۔ ایک تو وہ جو تپ محرقہ میں مبتلا ہوں اور دوسرے وہ جو دیکھنے میں تندرست ہوں اور جراثیم آلود غذا کے استعمال سے اس بیماری کے جراثیم ان کے جسم کے اندر پہنچ چکے ہوں۔ لیکن اپنے جسم میں بیماری سے لڑنے کی طاقت کی وجہ سے وہ بستر پر نہ پڑے ہوں۔ ایسے لوگوں کو جراثیم لے جانے والے یا جراثیم بردار کہا جاتا ہے۔

ایک بات یاد رکھنی بہت ضروری ہے اور وہ یہ کہ اگرچہ تپ محرقہ کے جراثیم صرف انسانی جسم میں ہی پھلتے پھولتے ہیں اور پاخانے اور پیشاب کے ذریعہ سے انسانی جسم سے خارج ہوتے ہیں۔ لیکن انسانی جسم سے خارج ہونے کے بعد وہ دودھ۔ دودھ سے بنی ہوئی چیزوں اور کھانے پینے کی دوسری اشیاء میں پہنچ کر بھی کچھ عرصے کے لئے زندہ رہ سکتے ہیں۔

مریض یا جراثیم بردار کے پاخانے اور پیشاب کو اچھی طرح ٹھکانے لگانے کی بجائے کھلا چھوڑ دیا جائے تو اس پر مکھیاں بیٹھتی ہیں جس سے جراثیم ان مکھیوں کی ٹانگوں اور پاؤں پر چمٹ جاتے ہیں۔ بعد میں جب وہ مکھیاں اڑ کر کھانے پینے کی چیزوں پر بیٹھتی ہیں۔ تو یہ جراثیم ان چیزوں میں بھی پہنچ جاتے ہیں اور جب کوئی تندرست شخص ان چیزوں کو استعمال کرتا ہے تو بیمار پڑ جاتا ہے۔

تپ محرقہ کی روک تھام

(۱) تپ محرقہ کے مریض کو بالکل علیحدہ رکھا جائے۔ اگر ہو سکے مریض کا کمرہ جالی دار ہونا چاہیئے۔ تاکہ مکھیاں اس کے اندر نہ داخل ہو سکیں

(۲) مریض کی دیکھ بھال یا تیمارداری کرنے والوں کو فوراً تپ محرقہ سے بچنے کا ٹیکہ لگوانا چاہیئے۔ یہ ٹیکہ آبادی کے سینیٹری انسپکٹر یا علاقے کے ہیلتھ آفیسر سے لگوایا جا سکتا تھا۔ جو لوگ مریض کی تیمارداری کریں وہ خود کھانا کھانے یا دوسروں کو کھانا دینے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو صابن سے اچھی طرح دھو لیں۔

(۳) مریض کے کمرے میں بیٹھ کر یا اس کے استعمال کئے ہوئے برتنوں میں کوئی چیز نہ کھائی جائے

(۴) مریض کے پاخانے اور پیشاب میں جراثیم مارنے والی دوائیں ڈال جائیں۔ اور دوا ڈالنے کے ایک دو گھنٹے بعد تک پیشاب یا پاخانے کو ڈھانپ کر رکھنے کے بعد زمین میں دبا دیا جائے۔ یہ دوائیں آبادی کے سینیٹری انسپکٹر یا ضلع کے ہیلتھ آفیسر سے مفت مل سکتی ہیں۔ اگر دوائیں فوری طور پر نہ مل سکیں تو پیشاب اور پاخانے میں کھولتا ہوا پانی ڈال کر اسے دو گھنٹے بند رکھنے کے بعد مٹی میں دبا دیا جائے۔

(۵) کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھیں۔ پانی اور دودھ پینے سے پہلے ابال لیں

(۶) جب کسی گھر میں کوئی شخص اس مرض میں مبتلا ہو جائے تو فوراً آبادی کے سینیٹری انسپکٹر یا علاقے کے ہیلتھ آفیسر کو اطلاع دیں

نمونیہ

اس مرض کے جراثیم مریض سے تندرست انسان کے جسم میں داخل ہو کر پھیپھڑوں میں سوزش پیدا کر دیتے ہیں جس سے کھانسی آتی ہے سینے میں درد ہوتا ہے اور بخار ہو جاتا ہے۔ کھانسی کے ساتھ بلغم بھی آتا ہے۔ اور بعض اوقات بلغم کے ساتھ خون بھی آتا ہے۔ بخار ایک دم شروع ہو جاتا ہے۔ اور وقت پر علاج نہ ہو تو تقریباً ایک ہفتہ لگاتار رہتا ہے۔

پرہیز

مریض کے پاس کم جائیں اور جاتے وقت ناک اور منہ پر رومال رکھیں۔ خاص طور پر جب مریض چھینک یا کھانس رہا ہو تو ناک اور منہ ڈھانپ لیں۔ مریض جو بلغم تھوکے اسے جراثیم کش دوائوں میں ڈال کر زمین میں دبا دیں۔ یہ دوائیں نہ مل سکیں تو بلغم میں کھولتا ہوا پانی ڈال کر اسے ایک دو گھنٹے ڈھانپ کر رکھنے کے بعد زمین میں دبا دیں۔ مریض کا تولیہ یا کوئی دوسرا کپڑا ہرگز استعمال نہ کریں۔

علاج

۱۔ سلفاڈائزین گولیاں، چھ گولیاں، دو گولیاں صبح۔ دو دوپہر۔ دو شام کے حساب سے پانچ چھ روز استعمال کریں۔ پانی میں سوڈا بائی کارب ڈال کر پئیں۔

۲۔ ڈاکٹر کے مشورے سے پنسلین کے ٹیکے لگوائیں۔

....

نزلہ اور زکام

ہوا میں زیادہ رطوبت ہونے یا زیادہ دیر تک گیلے کپڑے پہن رکھنے کی وجہ سے نزلہ اور زکام ہو جاتا ہے۔ ان بیماریوں سے بچنے کے لئے کپڑوں کو خشک اور اپنے آپ کو سردی سے محفوظ رکھا جائے۔

احتیاط

مریض کو کہیں کہ وہ کھانستے یا چھینکتے وقت منہ کپڑے سے ڈھانپے تاکہ ان بیماریوں کے جراثیم اور لوگوں تک نہ پہنچیں

علاج

سلفاڈائزین کی چھ گولیاں، دو گولیاں صبح۔ دو دوپہر، دو شام کے حساب سے پانچ چھ روز استعمال کریں۔

اسہال اور پیچش

یہ دونوں امراض ناقص اور جراثیم آلود چیزوں کے استعمال سے ہوتے ہیں۔ جراثیم بیمار لوگوں کے پیشاب اور پاخانہ سے آلودہ ہاتھوں اور مکھیوں کے ذریعے سے کھانے پینے کی چیزوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ جب تندرست انسان ان چیزوں کو استعمال کرتا ہے تو وہ بھی بیمار پڑ جاتا ہے۔

علامات

مریض کو پیٹ میں درد ہوتا ہے اور بار بار پاخانے کی حاجت محسوس ہوتی ہے۔ شدید قسم کی پیچش میں چوبیس گھنٹوں میں تیس چالیس پاخانے آجاتے ہیں۔ پاخانے کے ساتھ خون اور آؤں خارج ہوتی ہے اور بخار بھی ہو جاتا ہے:

علاج

سلفاگوانڈین (SULPHAGUANIDINE)

آٹھ گولیاں ایک دم استعمال کریں۔ اس کے بعد ہر چار گھنٹے کے بعد ۲۴ سے ۴۸ گھنٹوں میں چار گولیاں صبح۔ چار دوپہر اور چار شام کو استعمال کریں۔ پانی میں سوڈا بائی کارب ڈال کر پئیں۔

گونگے بہرے اور نابینا بچوں کے مسائل

(از مکرم - ایم، ایچ گلزار صاحب لاہور)

(۲)

شاید آپ لوگ یہ یقین نہ کریں کہ اندھے لڑکے گونگے اور بہرے بچوں کے مقابلے میں زیادہ معذور ہوتے ہیں۔ لیکن اگر عملی طور پر آپ اپنی دلیل کو پرکھیں تو آپ پر اصل حقیقت واضح ہو جائے گی۔ دوسرے ہمیں اس بحث میں جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے اندھوں اور گونگوں بہروں کے علیحدہ علیحدہ مسائل ہیں جن کو کہ ہم نے حل کرنا ہے۔

مجھے ایک دفعہ Audio Visual Aid کانفرنس میں شامل ہونے کا موقع ملا جس میں محکمہ تعلیم کے علاوہ Village Aid ریڈیو پاکستان، محکمہ تعلقات عامہ اور U.S.I.S کے نمائندے شامل تھے وہاں بارہا یہ بات زیر بحث آئی کہ ۷۰ فیصدی انسان آنکھوں کے ذریعہ سے سیکھتے ہیں۔ اور ۱۵ فیصدی کانوں کے ذریعے سے سیکھتے ہیں۔ اس کانفرنس میں بڑے بڑے ماہر اور Experts اپنے اپنے تجربہ کا نچوڑ بتا رہے تھے۔ ان کی یہ تھیوری سو فیصدی درست ہے اور اس میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ مگر سامعین میں سے بعض نے اس سے یہ مطلب بھی نکالا کہ آنکھوں سے محرومی کا نقصان صرف ۷۰ فیصد علم کا نقصان ہے۔ اور کانوں سے محرومی کا نقصان صرف ۱۵ فیصد علم کا نقصان ہے دوسرے لفظوں میں ایک گونگا اور بہرہ لڑکا زیادہ علم حاصل کر سکتا ہے۔ بہ نسبت ایک اندھے لڑکے کے یا اس کو گرد و پیش کی زیادہ خبر ہے۔ لیکن جب ہم عملی طور پر جب ہم دیکھتے ہیں تو یہ استدلال کھوکھلا سا نظر آتا ہے اور حالات بالکل اس کے برعکس معلوم ہوتے ہیں۔ آج تک ہمارے ملک میں اس قسم کا کوئی سروے تو نہیں ہوا جس سے یہ اندازہ لگایا جائے کہ ایک خاص عمر کے اندھے یا گونگے بہرے بچوں میں سے کون زیادہ باخبر اور ذہین ہے اور اس میں کتنی سیکھنے کی صلاحیت ہے۔ ایک سرسری اندازہ لگانے کے لئے ہر دلچسپی لینے والا آدمی خود تجربہ کر سکتا ہے۔ کم از کم ۱۰ لڑکے گونگے بہرے اور ۱۰ اندھے لڑکے جن کی عمریں برابر ہوں لئے جائیں۔ اور کم از کم ۱۰۰ کے قریب آسان آسان سوال جن کا تعلق روزمرہ کے حالات جنرل نالج سے یا دینیات سے ہو لئے جائیں۔ اور ٹرینڈ آدمیوں کی موجودگی میں ان کے جوابات لے کر نتیجہ نکالا جائے تو پھر ہمیں اس گتھی کو سلجھانے میں بہت مدد ملے گی۔ میرا خیال ہے کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ گونگے اور بہرے بچوں کو بہت معذور پائیں گے یقیناً وہ آپ کے سوالوں کا جواب نہیں دے پائیں گے

میں نے ایک دفعہ ایک بارہ سالہ گونگے اور بہرے لڑکے سے پوچھا کہ بتاؤ تمہارے ابا جان کی شادی ہو چکی ہے؟ تو وہ کچھ عرصہ سوچتا رہا پھر بولا نہیں۔ پھر اس نے کہا بھائی کی ہو چکی ہے میں دلہن کے ساتھ گیا تھا۔ یہی سوال میں نے اسی عمر کے اور بچوں سے کیا مگر ہر ایک کا جواب مختلف اور مضحکہ خیز تھا۔ جو لوگ ایسے بچوں کو زیادہ قریب سے دیکھنے کے عادی ہیں وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ یہ بچے کتنے معذور ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ گونگے اور بہرے بچوں کی معذوری تین وجوہات کی بنا پر شدید ہو جاتی ہے۔ اول یہ کہ کان ایک ذریعہ ہے جو گرد و پیش کی خبریں دماغ کو دیتا ہے۔ یہ ذریعہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح انسان ہر قسم کی خبروں اطلاعات اور علم سے محروم ہو جاتا ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر اطلاعات کا یہ ذریعہ ختم ہو گیا۔ تو کیا حرج لکھ کر ان کو دیں تاکہ وہ پڑھ کر معلوم کر سکیں۔ مگر شاید آپ کو معلوم نہیں کہ لکھنا یا پڑھنا جاننے سے پہلے ہی ان کی شنوائی ختم ہو چکی ہے۔ نہ گونگے بچے پڑھنا جانتے ہیں اور نہ دوسرے اشارے کرنا جانتے ہیں اس طرح پر ان کا میل ملاپ اور باہمی تبادلہ خیالات منقطع ہو جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ ان کے دماغ کا وہ حصہ جو شنوائی سے متعلق ہوتا ہے۔ بند ہو جاتا ہے۔ اور نہ سننے کی وجہ سے کام کرنا چھوڑ دیتا ہے حالانکہ وہ بالکل ٹھیک ہوتا ہے اور کام کرنے کے قابل ہوتا ہے اور اس طرح پر ان کی ذہانت کئی درجے عام بچوں سے کم ہو جاتی ہے تیسرے یہ کہ گونگے اور بہرے بچے بول نہیں سکتے اور عموماً ان کے متعلق یہی خیال کیا جاتا ہے کہ یہ بولنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے اور بے زبان متصور کئے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے نہیں کہ گویائی کے اعضا نہیں رکھتے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ ان کو کانوں کے ذریعہ ٹریننگ نہیں ملی اب بھی بعض لوگ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ بول چال سیکھی جاتی ہے۔ دوسروں کی بول چال سننے سے ان کی آواز نقل کرنے سے اور غلطیاں کرنے سے۔ مگر گونگے اور بہرے لڑکے چونکہ کانوں سے محروم ہیں اس لئے وہ خود بخود بول چال سیکھ ہی نہیں سکتے نیز ان کا حافظہ بھی انتہائی طور پر کمزور ہو جاتا ہے۔

اس بات میں کوئی مبالغہ نہیں کہ گونگے اور بہرے بچے اندھے بچوں سے زیادہ معذور ہیں کیونکہ ان کی ذہانت شنوائی بند ہونے کی وجہ سے کم ہو جاتی ہے۔ ان کی بول چال ختم ہو جاتی ہے۔ گانا ان کے لئے بے کار ہے۔ ذہن کا وہ حصہ جس کو خوش الحانی سے تسکین ملتی ہے وہ ان بچوں کا ہمیشہ تشنہ ہی رہتا ہے۔ ریڈیو ان کے لئے بے کار ہے۔ اشعار ان کے لئے بے فائدہ ہیں اور ان کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ پڑھے لکھے گونگے بھی اشعار کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ یہ شاعر کے تخیل کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔ استعارے، تلمیحات، تشبیہات چاہے کتنی ہی آسان اور سادہ کیوں نہ ہوں ان کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔

اندھا لڑکا دیکھنے میں زیادہ معذور نظر آتا ہے کیونکہ اس کی حرکات مثلاً چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا اور کام کرنا عام لوگوں سے ذرہ مختلف ہوتی ہیں۔ اس کی حالت قابل رحم نظر آتی ہے۔ مگر وہ ایک ذہین دماغ کا مالک ہوتا ہے اس کے کان ہمیشہ چوکس رہتے ہیں۔ اس کا حافظہ بلا کا ہوتا ہے۔ وہ جوتے کی آواز سے پہچان سکتا ہے۔ کہ اس کا ساتھی آ رہا ہے۔ وہ کسی معروف سڑک پر جاتے ہوئے آپ کو بتا سکتا ہے کہ وہ کس جگہ پہنچا ہے۔ ایک دفعہ ایک دوست کے ساتھ چوبرجی سے اندرون شہر لاہور جانے کا اتفاق ہوا جب ہم پرانی انارکلی پہنچے تو فوراً اس نے بتا دیا کہ اب ہم بائیبل سوسائٹی کے سامنے ہیں پھر آگے چل کر اس نے بتایا کہ سپاہی نے اشارہ تبدیل کر دیا ہے ہمیں چلنا چاہیئے۔ غرض ان کا ذہن بیدار ہوتا ہے یہ سائیکل چلا سکتے ہیں مگر کھلے میدان میں۔

تاریخ عالم نے اندھوں میں بڑے علماء فلسفہ دان، ماہر طب بہترین استاد مفسر، اور سیاست دان پیدا کئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سیکھنے کی صلاحیت کما حقہ موجود ہوتی ہے۔ مگر اس کے برعکس تاریخ گونگوں اور بہروں میں سے کوئی ایسی ہستیاں پیش نہیں کر سکتی جس سے یہ اندازہ ہو سکے کہ اس بے زبان مخلوق نے بھی انسانیت کی کوئی خدمت کی ہے۔

درخواست ہائے دعا

۱- میرے والد ڈاکٹر شمس الدین صاحب کے پاؤں میں گر جانے کی وجہ سے سوزش اور درد بدستور ہے۔ ہم بعض مشکلات سے بھی دوچار ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ والد صاحب کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور ہماری مشکلات کو دُور فرمائے آمین۔

خاکسار - بشیر الدین احمد (ہیلتھ اسسٹنٹ)
کوکہ فروٹ پراڈکٹس شیش محل پارک - لاہور

۲- خاکسار ان دنوں بہت سی پریشانیوں میں مبتلا ہے۔

احباب کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

عنایت اللہ صابر
کارکن نظارت بیت المال ربوہ

۳- بندہ اپنی مشکلات کے ازالہ کے لئے احباب سے دعا کا خواستگار ہے۔

(لطیف احمد منٹگمری)

۴- میرے والد محترم مستری غلام حیدر صاحب گنڈیاں میں چند روز سے بخار میں مبتلا چلے آ رہے ہیں۔

احباب جماعت سے ان کی شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

عبدالرؤف بھٹی
گول بازار - ربوہ

۵- میری ہمشیرہ صاحبہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت ان کی شفایابی کے لئے دعائیں کریں۔

خاکسار - محمد رفیق ضیاء
راولپنڈی

۶- خاکسار کو بہت سی پریشانیاں لاحق رہتی ہیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اور دیگر احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ تمام پریشانیوں کو دُور فرمائے۔ آمین۔

نیز میرے لڑکے محمد اسلم نے امسال میٹرک کا امتحان دیا ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اچھے نمبروں سے پاس کرے۔

حکیم سعد اللہ خان سوکالوی
چوہڑکانہ

بی۔اے کے امتحان میں کامیاب ہونے والے احباب

امسال ربوہ کے جو احباب بی۔ اے (صرف انگلش) کے یونیورسٹی امتحان میں پرائیویٹ امیدوار کے طور پر شریک ہوئے تھے ان میں سے حسب ذیل احباب کامیاب ہوئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی یہ کامیابی مبارک کرے اور ان کے لئے مزید دینی و دنیوی ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔

(۱) قریشی عبد الرشید صاحب آڈیٹر تحریک جدید
(۲) محمد اسحٰق صاحب صوفی سابق مبلغ مغربی افریقہ
(۳) قاضی مبارک احمد صاحب 〃 〃
(۴) ملک خلیل احمد صاحب اختر 〃 〃 وکالت تبشیر
(۵) میر غلام احمد صاحب نسیم
(۶) ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ساچوری تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ۔
(۷) صلاح الدین صاحب بنگالی۔
(۸) احمد صادق صاحب بنگالی۔
(۹) ادریس احمد صاحب دفتر امور عامہ

قابل تقلید نمونہ

محترم منشی سربلند صاحب وصیت ۲۷۷۶ سکنہ ۱۴ میکلوڈ روڈ لاہور نے یکم مئی ۱۹۶۰ء سے ۱/۱۰ کی بجائے ۱/۹ حصہ کی وصیت کر دی ہے جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے۔ آمین

اعانت الفضل

مکرم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب راولپنڈی کو اللہ تعالیٰ نے I-M-R کے امتحان میں کامیابی عطا فرمائی ہے۔ اس خوشی میں انہوں نے مبلغ پانچ روپے بطور اعانت الفضل ارسال کئے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔

(مینیجر الفضل)

ہمارے مشتہرین سے خط و کتابت کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں!

تربیتی جلسہ

آج مورخہ ۵-۶ بروز منگل بعد نماز مغرب مسجد محلہ فیکٹری ایریا میں ایک تربیتی جلسہ ہو رہا ہے۔ جس میں مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد اور مکرم گیانی واحد حسین صاحب تقاریر فرمائیں گے۔

احباب سے استدعا ہے کہ اس جلسہ میں شمولیت فرما کر اس سے فائدہ اٹھائیں۔

نوٹ:۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام ہوگا۔ اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام بھی ہے۔

(فضل الٰہی صدر محلہ فیکٹری ایریا۔ ربوہ)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرے بھائی صوفی عبد اللطیف صاحب آف جہلم کو تیسری لڑکی عنایت فرمائی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو خادمہ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ نیز خوشی اور صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین۔

(محمد یعقوب کارکن وکالت تبشیر۔ ربوہ)

درخواست دعا

خاکسار کے چچا جان چوہدری اکرم رسول صاحب کچھ عرصہ سے سخت بیمار ہیں۔ صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام، درویشان قادیان اور دیگر احباب کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل و عاجل صحت عطا فرمائے۔ آمین

(ریاض احمد باجوہ دار الصدر غربی (ب) ربوہ)

ضروری اعلان

بل ماہ جون ۱۹۶۰ء ایجنٹ صاحبان کی خدمت میں ارسال کئے جا چکے ہیں مہربانی کر کے ان بلوں کی رقوم ۱۰ جولائی ۱۹۶۰ء تک ضرور ارسال کر دی جائیں

بعض ایجنٹ صاحبان بلوں اور بقایا کی ادائیگی میں بار بار توجہ دلانے کے باوجود بہت تساہل برت رہے ہیں اگر ان کی طرف سے ۱۰ جولائی تک رقوم وصول نہ ہوئیں تو دفتر بذا ان کے بنڈلوں کی ترسیل روکنے پر مجبور ہوگا۔

(مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ)

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے!

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴